اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ... بیرون ہند ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ ارگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲	مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ	یوم شنبہ	مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء	نمبر ۴۶

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کا خط
بنام مولانا مولوی شبیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہند
حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت

حضور کا ۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء کا لکھا ہوا حسب ذیل خط اس ہفتہ کی ڈاک سے موصول ہوا ہے :-

"مکرمی مولوی صاحب! السلام علیکم - کئی دن سے طبیعت بہت خراب ہے - دس دن سے صبح کی نماز تیمم سے بیٹھ کر پڑھتا ہوں - پرسوں سے شام کی نمازیں بھی جمع کر کے پڑھنی پڑتی ہیں - بھوک کئی دن سے ایسی بند ہے کہ دوسرے وقت کھانا کھا سکتا ہوں اور وہ بھی سخت تکلیف سے - طبیعت کی خرابی کی وجہ سے کچھ لکھ نہیں سکتا"۔ خاکسار مرزا محمود احمد

تازہ تار سے بھی حضور کی ناسازیٔ مزاج کی اطلاع پہنچی ہے اور اب واپسی کا سفر بھی شروع ہونیوالا ہے - احباب کرام اپنے آقا کی صحت اور بخیریت واپسی کے لئے خاص دعائیں کریں ٭

مدینۃ المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں خیر و عافیت ہے - حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حرم اول کی طبیعت اچھی ہے -

حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کا خاندان بھی خدا کے فضل سے بخیریت ہے -

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب جہلم تشریف لے گئے ہیں - اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب لاہور -

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ جانیوالے اصحاب کے اہل و عیال بخیریت سے ہیں ٭

سالانہ جلسہ کے اہتمام اور انتظام میں جناب میر محمد اسحٰق صاحب مصروف ہیں - احباب کو ان کی تحریکوں پر فراخ دلی سے عمل کرنا چاہیئے ٭

لنڈن میں سب سے پہلا خدا کا گھر

سنگِ بنیاد رکھنے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

ہر مذہب و ملت کے معززین کی شمولیت اور اظہارِ خیالات،

مسجد کا سنگِ بنیاد

۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے حسب ذیل تار حضرت مولوی شیر علی صاحب کے نام دیا۔ جو ۲۲؍ اکتوبر ۹ بجکر ۵۰ منٹ پر بٹالہ پہنچا۔ اور اسی دن قادیان آدمی لیکر آیا۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بروز اتوار بتاریخ ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء ۶۳ میلروز روڈ میں لنڈن کی پہلی مسجد کا بنیادی پتھر ۴ بجے شام رکھا۔ سب سے پہلے امام مسجد نے ایک مختصر خوش آمدید کا ایڈریس پڑھا اس کے بعد مجمع بنیاد رکھنے کے موقع کی طرف گیا۔ جہاں قرآن شریف کی مختصر تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا۔ مسجد خدا کا گھر ہے جہاں کسی کو حق نہیں۔ کہ وہ اختلاف عقیدہ کی وجہ سے کسی دوسرے کو تکلیف دے یا نکالے۔ اور یہ کہ میں چاہتا ہوں۔ تمام دنیا میں اس بات کا اعلان کردوں۔ کہ یہ مسجد خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کے لئے بنائی گئی ہے۔ ہم کسی شخص کو یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے۔ بشرطیکہ وہ ان قواعد کو نہ توڑے۔ جو اس گھر کے انتظام کے لئے ضروری ہیں۔ اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں دخل نہ دے۔ جو اس کو بنانے والے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ میں ایمان اور یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ مسجد تمام جھگڑوں اور لڑائیوں کو دور کرنے اور لوگوں میں امن۔ محبت اور خیر خواہی قائم کرنے میں مدد دیگی۔ اور احمدیہ جماعت خدا کے فضل کے ساتھ تمام قسم کی قربانیاں امن و قائم کرنے کے لئے تیار ہے۔ جب تک کہ تمام تمدنی اور سیاسی لڑائیاں ختم ہو کر محبت کا دور دورہ ہو جائے۔

اس مجمع میں مختلف قوموں کے ممتاز آدمی شامل تھے۔ مثلاً انگریز۔ جاپانی۔ جرمن سرقین۔ زیکوسلوویا ایسٹھونیا۔ مصر۔ امریکہ۔ اٹلی۔ ہنگری اور ہندوستان کے رہنے والے۔ نیز مختلف مذاہب کے لوگ عیسائی مسلمان۔ پارسی اور یہودی بھی تھے۔ اگرچہ بارش کا دن تھا۔ پھر بھی دو سو سے زیادہ معززین اس تقریب میں شامل ہوئے۔ جنمیں سے اکثر انگریز تھے۔ ان میں سے حسب ذیل آدمی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں سر الیگزنڈر ڈیگ۔ وز ڈزورتھ کا میئر۔ لیڈی باسوک۔ مسٹر این سی سین ڈاکٹر لیون اور لیڈی لیون۔ ان کے علاوہ دوسری سلطنتوں کے مندرجہ ذیل نمائندے شامل تھے بیرن حیاشی معہ اپنی معزز لڑکی کے۔ جرمن سفیر ایسٹھونیا اور سرویا کے وزیر اور زیکوسلوویا کا نمائندہ۔ ترکی اور البانیہ اور فن لینڈ کے وزرا نے بذریعہ خطوط ہمدردی کا اظہار کیا جو کہ بیمار ہونے کی وجہ سے نہ آسکے۔ انگلینڈ کی تین سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں نے بھی ہمدردی کا اظہار کیا۔ جو کہ الیکشن میں مصروف ہونے کی وجہ سے آنہ سکے۔ وزیر اعظم نے دعوت شمولیت پر امام مسجد اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھا۔ افسوس ہے کہ میں اس دن لنڈن نہیں ہونگا۔ اس لئے حاضر نہیں ہو سکوں گا۔

اپنی تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے سنگِ بنیاد نصب کیا۔ اس موقعہ کا بارہ سے زیادہ فوٹو گرافروں نے فوٹو لیا۔ بجز ازاں سینما کی کمپنیوں نے پہلے جبکہ خوشی تھی اور بعد میں جبکہ دعا کی گئی۔ فوٹو لیا۔ اسی جگہ اسی وقت حاضرین کی چاء سے دعوت کی گئی۔

جونہی کہ حضرت خلیفۃ المسیح سنگِ بنیاد رکھ چکے۔ میں آپکا تار بلند آواز سے پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح کو سنایا (یہ تار حضرت مولانا شیر علی صاحب نے جماعت کی طرف سے اس تقریب پر مبارکباد کا بھیجا تھا)

مجمع میں ایسی دلچسپی پیدا ہو گئی۔ کہ لوگ بہت دیر تک بعد میں بھی اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ ان میں اکثر وزرا بھی شامل تھے۔ جو کہ حضرت صاحب اور حضور کے خدام سے باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے سلسلہ کے متعلق اپنی گہری دلچسپی ظاہر کی۔ وز ڈزورتھ کے میئر نے کہا کہ کوئی مذہب جسے اس تقریر کے کسی حصہ پر بھی اعتراض ہو۔ مذہب کہلانے کے لائق نہیں ہو سکتا۔ اور لکھنے والا فرشتہ اس تقریر کو دوام کی سیاہی میں ڈبوئی ہوئی قلموں کے ساتھ لکھیگا۔ زیکوسلوویا کے نمائندہ نے کہا کہ مجھے نہایت ہی خوشی ہے کہ مجھے ایسے عجیب خیالات کو پہلی دفعہ سننے کا موقعہ ملا ہے۔ اس پتھر پر جو کہ نصب کیا گیا۔ مندرجہ ذیل عبارت (انگریزی الفاظ میں) کندہ کی گئی ہے:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النــــــــاصر

ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین

میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب۔ ہندوستان میں ہے۔ اس مسجد کا بنیادی پتھر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ۲۰؍ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو رکھتا ہوں تاکہ اس کے نام کا جلال انگلستان میں ظاہر ہو۔ اور اس ملک کے لوگ بھی ان برکتوں سے حصہ پائیں جو ہمیں عطا کی گئی ہیں۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ احمدیہ جماعت کے تمام افراد عورتوں اور مردوں کی اس عاجزانہ اور مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے۔ اور اس مسجد کی روز افزوں ترقی کے سامان مہیا کرے۔ اور اسے ابدالآباد تک پاکیزگی تقویٰ۔ انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے۔ اور خدا کرے کہ یہ جگہ روحانی روشنی کا سورج ثابت ہو جو حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیین اور خدا کے نبی اور خلیفہ اور ظل محمد احمد مسیح موعود (صلی اللہ علیہما وسلم) کی آسمانی روشنی کی مبارک شعاعوں کو انگلستان اور ارد گرد کے ممالک میں پھیلائے۔ آمین۔

۱۹؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء"

الفضل
(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
یوم شنبہ ۔ قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النّاصِر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مضمون

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی شہادت پر

افغان گورنمنٹ اور اسکے حکام سے ہمدردی

شہیدوں کی موت سے ہم ڈر نہیں سکتے

آٹھ لاکھ احمدیوں میں سے ہر ایک اس رستہ پر چلنے کے لئے تیار ہے

لنڈن میں معزز انگریزوں اور ہندوستانیوں کی جو میٹنگ حکومت کابل کے سنگدلانہ فعل کے خلاف منعقد ہوئی تھی۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے شہید مرحوم کی شہادت کے متعلق حسب ذیل مضمون پڑھا تھا۔ جو بھائی عبد الرحمٰن صاحب نے بھیجا ہے۔ (ایڈیٹر)

شکریہ

پریزیڈنٹ! بہنو اور بھائیو! میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے ہمارے صدمہ میں ہم سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ آپ لوگ یہ تو پڑھ چکے ہونگے۔ کہ مولوی نعمت اللہ خان احمدی کو ۳۱ اگست کے دن کابل گورنمنٹ نے سنگسار کرایا ہے۔ صرف اس وجہ سے کہ اس نے احمدیت کو کیوں قبول کیا ہے۔ مگر آج آپ لوگوں کو اختصار کے ساتھ اس واقعہ کی تمام کیفیت سنانا چاہتا ہوں۔ تاکہ آپ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ فعل کیسا نارو تھا۔

شہید مرحوم کے حالات

مولوی نعمت اللہ خان کابل کے پاس ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ احمدی ہونے پر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ سلسلہ کی تعلیم بھی حاصل کریں۔ اور وہ قادیان چلے آئے۔ جہاں وہ احمدیہ دینی کالج میں داخل ہوئے۔ وہ ابھی کالج ہی میں تعلیم پا رہے تھے کہ کابل کے احمدیوں کی تعلیم کے لئے ان کو وہاں بھیجنا پڑا۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں وہ وہاں چلے گئے۔ اور چونکہ افغانستان میں احمدیوں کے لئے امن نہ تھا۔ مخفی طور پر اپنے بھائیوں کو سلسلہ کی تعلیم سے واقف کرتے رہے اس عرصہ میں گورنمنٹ افغانستان نے کامل مذہبی آزادی کا اعلان کیا۔ اور ہم نے سمجھا۔ کہ اب احمدیوں کو اس علاقہ میں امن ہو گا۔ مگر پیشتر اس کے کہ وہاں کی جماعت کے لوگ اپنے آپ کو علی الاعلان ظاہر کرتے۔ مناسب سمجھا گیا کہ گورنمنٹ سے اچھی طرح دریافت کر لیا جائے۔

ارکان حکومت کابل کے مواعید

چنانچہ جب محمود طرزی صاحب سابق سفیر پیرس کی امارت میں افغان گورنمنٹ کا ایک مشن برٹش گورنمنٹ سے معاہدہ صلح کرنے کے لئے آیا۔ تو اس وقت میں نے ان کی طرف ایک وفد اپنی جماعت کے لوگوں کا بھیجا تاکہ وہ ان سے دریافت کرے۔ کہ کیا مذہبی آزادی دوسرے لوگوں کے لئے ہے یا احمدیوں کے لئے بھی۔ اگر احمدیوں کے لئے بھی ہے۔ تو وہ لوگ جو اپنے گھر چھوڑ کر قادیان میں آ گئے ہیں۔ واپس اپنے گھروں کو چلے جاویں۔ محمود طرزی صاحب نے میرے بھیجے ہوئے وفد کو یقین دلایا کہ افغانستان میں احمدیوں کو اب کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ کیونکہ ظلم کا زمانہ بیت گیا ہے۔ اور اب اس ملک میں کامل مذہبی آزادی ہے۔ اسی طرح دوسرے ممبران وفد نے بھی یقین دلایا۔ ان لوگوں میں سے جو اپنے ملک کو چھوڑ کر قادیان آ گئے ہیں ایک نوجوان نیک محمد بھی ہے۔ جو احمدیت کے اظہار کی آزادی نہ پا کر چودہ سال کی عمر میں اپنا وطن چھوڑ کر چلا آیا تھا۔ اس نوجوان کا والد غزنی کے علاقہ کا رئیس تھا۔ اور غزنی کا گورنر بھی رہا ہے۔ یہ نوجوان بھی وفد کے ساتھ تھا۔ اس کو دیکھ کر کئی ممبران وفد کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ ایسے معزز خاندانوں کے بچے اس عمر میں اپنے عزیزوں سے جدا ہو کر دوسرے وطنوں کو جانے پر مجبور ہوں۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ جو ہز مجسٹی امیر امان اللہ خان کے وقت میں نہ ہو گا۔ اور ایشیائی طریق پر اپنے سینوں پر ہاتھ مار کر کہنے لگے کہ تم واپس وطن کو چلو۔ دیکھیں تو تم کو کون ترچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ اس ملاقات کے نتیجہ میں ہمارا وفد اپنے نزدیک نہایت کامیاب واپس آیا۔ مگر مزید احتیاط کے طور پر میں نے چاہا کہ امیر افغانستان کو اپنے عقائد سے بھی مطلع کر دیا جائے۔ اور ہماری امن پسند عادات سے بھی آگاہ کر دیا جائے تاکہ پھر کوئی بات نہ پیدا ہو۔ اور میں نے مولوی نعمت اللہ خان کو ہدایت کی۔ کہ وہ محمود طرزی صاحب سے ان کی واپسی پر ملیں۔ اور ان سے بعض احمدیوں پر جو ظلم ہوا ہے۔ اس کا تذکرہ کریں۔ اور امیر کے سامنے اپنے خیالات پیش کرنے کی بھی اجازت لیں۔ محمود طرزی صاحب نے ان احمدیوں کی تکلیف کا تو ازالہ کرا دیا۔ اور اس امر کی اجازت دی کہ جو خط امیر کے نام آئیں۔ وہ انکو غور سے پڑھینگے۔ اس موقع پر ہمارے مبلغ نے اپنے آپ کو صحیح گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کر دیا تھا۔ پبلک پر بھی ظاہر کر دیا۔

چونکہ افغانستان کے بعض علاقوں سے یہ خبریں برابر آ رہی تھیں کہ احمدیوں پر برابر ظلم ہو رہا ہے۔ انکو بلا وجہ قید کر لیا جاتا ہے پھر ان سے روپیہ لیکر ان کو چھوڑا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنے صیغہ دعوت و التبلیغ کے سکرٹری کو ہدایت کی کہ وہ اس کے متعلق افغان گورنمنٹ سے خط و کتابت کریں۔ چنانچہ انہوں نے ایک چٹھی وزیر خارجیہ افغانستان کو لکھی۔ اور ایک جمال پاشا ترکی مشہور جرنل کو جو سکرٹری دعوۃ و التبلیغ کے ذاتی طور پر واقف تھے۔ اور اس وقت افغانستان میں تھے۔ ان سے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ وہ بھی اس امر کے متعلق افغانستان کی گورنمنٹ سے سفارش کریں۔ اس چٹھی کے جواب میں وزیر خارجیہ افغانستان کی ایک چٹھی مئی ۱۹۲۱ء میں آئی۔ جس میں لکھا تھا کہ احمدی اسی طرح اس ملک میں محفوظ ہیں۔ جس طرح دوسرے وفادار لوگ۔ ان کو احمدیت کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ دی جاویگی اور اگر کوئی احمدی ایسا ہے جسے مذہب کی وجہ سے تکلیف دی جاتی ہو۔ تو اس کا نام اور پتہ لکھیں۔ گورنمنٹ فوراً اسکی تکلیف کو دور کر دیگی ٭

اسکے کچھ عرصہ بعد خوست کے علاقہ میں بعض احمدیوں کو پھر تکلیف ہوئی۔ تو احمدیہ جماعت کی شملہ کی لوکل شاخ نے سفیر کابل متعینہ ہندوستان کو اس طرف توجہ دلائی۔ اور ان کی معرفت ایک درخواست گورنمنٹ کابل کو بھیجی۔ جس کا جواب مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۲۳ء کو سفیر کابل کی معرفت ان کو یہ ملا کہ احمدی امن کے ساتھ گورنمنٹ کے ماتحت رہ سکتے ہیں ان کو کوئی تکلیف نہیں دے سکتا۔ باقی وفادار رعایا کی طرح ان کی حفاظت کی جائیگی۔ اس خط میں اس طرف بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ یہ معاملہ ہز مجسٹی امیر کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور ان کے مشورہ سے جواب لکھا گیا ہے۔ شملہ کی لوکل احمدی انجمن کی درخواست میں احمدیہ عقائد کو بھی تفصیلاً ذکر کیا گیا تھا۔ اور گورنمنٹ افغانستان نہیں کہہ سکتی کہ اس کو پہلے احمدی عقائد کا علم نہ تھا۔

اس طرح متواتر یقین دلانے پر کابل اور اس کے گرد کے احمدی ظاہر ہو گئے۔ مگر علاقوں کے لوگ پہلے کی طرح مخفی ہی رہے۔ کیونکہ گورنمنٹ افغانستان کا تصرف علاقوں پر ایسا نہیں کہ اس کی مرضی پر پوری طرح عمل کیا جائے۔ وہاں لوگ قانون اپنے ہی ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ اور بارہا حکام بھی لوگوں کے ساتھ بلکہ کمزوروں پر ظلم کرتے رہتے ہیں۔

احمدیوں پر مصائب

ہم خوش تھے۔ کہ افغانستان میں ہمارے لئے امن ہو گیا ہے کہ ۱۹۲۳ء کے آخر میں اطلاع ملی کہ دو احمدیوں کو افغانستان کی گورنمنٹ نے قید کر لیا ہے۔ جن میں سے ایک کا بیٹا بھی ساتھ قید کیا گیا ہے۔ ان دو میں سے ایک تو دے دلا کر اپنے بیٹے سمیت چھٹ گیا۔ لیکن دوسرا میری قادیان سے روانگی تک قید تھا۔ اور مجھے معلوم نہیں کہ اس کا اب کیا حال ہے۔ دوسرا جو آزاد ہو گیا تھا۔ اس کو ایام گرفتاری میں اس قدر مارا گیا کہ وہ آزاد ہونے کے بعد ۱۴ دن کے اندر فوت ہو گیا ٭

مولوی نعمت اللہ کی سنگساری

شروع جولائی میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو بھی حکام نے بلایا۔ اور بیان لیا کہ کیا وہ احمدی ہیں۔ انہوں نے حقیقت کو ظاہر کر دیا۔ اور ان کو بیان لیکر چھوڑ دیا گیا۔ اس کے چند دن بعد ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور پھر علماء کی کونسل کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے ۱۱ اگست کو ان سے بیان لیا کہ وہ احمدؑ کو کیا سمجھتا ہے۔ انھوں نے اپنے عقائد کا اظہار کیا۔ جس پر علماء کی کونسل نے انکو احمدی قرار دیکر مرتد قرار دیا۔ اور موت کا فتویٰ دیا۔ اس کے بعد ۲۷ اگست ۱۹۲۳ء کو ان کو علماء کی اپیل کی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا جس نے پھر بیان لیکر ماتحت عدالت کے فیصلہ کی تائید کی اور فیصلہ کیا کہ نعمت اللہ کو ایک بڑے ہجوم کے سامنے سنگسار کیا جائے۔

۳۱ اگست کو پولیس نے ان کو ساتھ لیکر کابل کی تمام گلیوں میں پھرایا۔ اور وہ ساتھ ساتھ اعلان کرتی جاتی تھی کہ اس شخص کو ارتداد کے جرم میں سنگسار کیا جائیگا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہاں چلیں۔ اور اس نیک کام میں شامل ہوں۔ اسی دن شام کے وقت کابل کی چھاؤنی کے ایک میدان میں ان کو کمر تک زمین میں گاڑا گیا۔ اور پہلا پتھر کابل کے سب سے بڑے عالم نے مارا۔ اس کے بعد ان پر چاروں طرف سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ پتھروں کے ڈھیر کے نیچے دب گئے۔ انکی لاش ابھی تک اس پتھروں کے ڈھیر کے نیچے پڑی ہے۔ اور اس پر پہرہ لگا ہوا ہے۔ اسکے بوڑھے باپ نے جو احمدی نہیں ہے۔ گورنمنٹ سے درخواست کی۔ کہ وہ انکو لاش دیدیں تاکہ وہ اسکو دفن کر دے۔ مگر گورنمنٹ نے انکی لاش کو دفن کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

مولوی نعمت اللہ کی استقامت

کابل گورنمنٹ نے مولوی نعمت اللہ خان کو سنگسار کرنے سے پہلے بار بار احمدیت کے چھوڑ دینے کی صورت میں آزادی کا انعام پیش کیا۔ مگر مولوی نعمت اللہ شہید نے ہر دفعہ اسے حقارت سے رد کر دیا۔ اور ضمیر کی آزادی کو جسم کی آزادی پر ترجیح دی۔ جب ان کو سنگسار کرنے کے لئے گاڑا گیا۔ تب پھر آخری دفعہ ان کو ارتداد کی تحریک کی گئی۔ مگر انہوں نے جواب دیا کہ جس چیز کو میں حق جانتا ہوں۔ اس کو زندگی کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا۔ جس وقت ان کو گلیوں میں پھرایا جا رہا تھا۔ اور ان کی سنگساری کا اعلان کیا جا رہا تھا۔ اس وقت کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بجائے گھبرانے کے مسکرا رہے تھے۔ گویا کہ ان کی موت کا فتویٰ نہیں۔ بلکہ عزت افزائی کی خبر سنائی جا رہی ہے ٭

شہید مرحوم کی آخری خواہش اور اسکے متعلق افغان حکام کا شکریہ

جب ان کو میدان میں سنگسار کرنے کے لئے لے گئے تو انہوں نے اسوقت ایک خواہش کی۔ جسے افغان حکام نے منظور کر لیا۔ اور ہم اس کے لئے اسکے ممنون ہیں۔ وہ خواہش یہ نہ تھی کہ وہ اپنی ماں کو دیکھ لیں یا اپنے بوڑھے باپ کو ایک دفعہ مل لیں بلکہ یہ خواہش تھی کہ اس دنیا کی زندگی کے ختم ہونے سے پہلے انکو ایک دفعہ اپنے رب کی عبادت کرنے کا پھر موقع دیا جائے۔ حکام کی اجازت ملنے پر انہوں نے اپنے رب کی عبادت کی۔ اور اسکے بعد ان کو کہا۔ کہ اب میں تیار ہوں۔ جو چاہو سو کرو ٭

کابل کے سرکاری اخبار کا بیان

کابل کا نیم سرکاری اخبار جس سے شہادت کے واقعات کا اکثر حصہ لیا گیا ہے اپنی ۶ ستمبر کی اشاعت میں حالات شہادت لکھتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔ "مولوی نعمت اللہ بڑے زور سے احمدیت پر پختگی سے مصر رہا۔ اور جس وقت تک اس کا دم نہیں نکل گیا۔ سنگساری کے وقت بھی وہ اپنے ایمان کو بآواز بلند ظاہر کرتا رہا"۔ ایک چھوٹا سا زخم انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ لیکن اس شخص کا خیال کرو جس پر چاروں طرف سے پتھر پڑ رہے تھے مگر اسے صرف ایک ہی دھن تھی۔ کہ جس امر کو وہ سچ یقین کرتا تھا۔ وہ اسے مرنے سے پہلے پھر ایک دفعہ اپنے برادران وقت کے کانوں تک پہنچا دے ٭

دیگر واقعات

ایسوشی ایٹڈ پریس کا پشاور کا ۲ ستمبر کا تار جو ہندوستان کے سب اخبارات میں چھپا ہے۔ اسمیں بتایا گیا ہے کہ سنگساری سے پہلے مولوی نعمت اللہ شہید کو قید خانہ میں بھی کئی قسم کے عذاب دیئے گئے۔ ہندوستان کا سب سے وسیع الاشاعت انگلو انڈین روزانہ پاؤنیر لکھتا ہے کہ یہ معاملہ معمولی نہیں بلکہ نہایت اہم ہے۔ وہ اپنے تازہ انشو میں یہ بھی لکھتا ہے کہ امیر نے نعمت اللہ خان کو صرف آرتھوڈکس پارٹی کے خوش کرنے کے لئے قتل کیا ہے۔ کابل کی مدہ خبروں سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کابل نے اعلان کیا ہے کہ وہ آئندہ بھی احمدیوں سے ایسا ہی معاملہ کریگی۔ اور وہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے ملک کا قانون مرتد سے ایسے ہی سلوک کا مطالبہ کرتا ہے۔ مگر گورنمنٹ کی اپنی چٹھیاں اس امر کی تردید کر رہی ہیں۔ یہ تمام واقعات مجھے قادیان سے میرے نائب نے بذریعہ تار مختلف تاریخوں پر بھیجے۔ اور ان کی معلومات کا ذریعہ کابل کے اخبارات ہیں۔ جنمیں سے اکثر واقعات لئے گئے ہیں۔

تین خون

اے بہنو! اور بھائیو! گو یہ واقعہ اپنی ذات میں بھی نہایت افسوسناک ہے مگر یہ واقعہ منفرد نہیں ہے۔ یہ تیسرا خون ہے جو گورنمنٹ افغانستان نے صرف مذہبی خلاف کی بناء پر کیا ہے۔ سب سے پہلے مولوی عبدالرحمن صاحب کو امیر عبدالرحمن خان نے احمدیت کی بناء پر گلا گھونٹوا کر مروا دیا۔ پھر صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کو جو خوست کے ایک بڑے رئیس تھے اور پچاس ہزار آدمی انکے مرید تھے اور علم میں ان کا ایسا پایہ تھا کہ امیر حبیب اللہ خان کی تاجپوشی کے موقعہ پر انہوں نے ہی اسکے سر پر تاج رکھا تھا۔ امیر حبیب اللہ خان نے سنگسار کروا دیا۔ اور باوجود اس عزت کے جو ان کو حاصل تھی۔ انکو پہلے چار ماہ تک قید رکھا۔ اور زمانہ قید میں طرح طرح کے دکھ دیئے۔ لیکن جب انہوں نے اپنے عقائد کو ترک نہ کیا تو ان پر سنگساری کا فتویٰ دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کی ناک چھید کر اس میں رسی ڈالی جائے۔ اور پھر اس رسی سے گھسیٹ کر انکو سنگسار کرنے کی جگہ تک لیجایا جائے۔ مسٹر مارٹن اپنی کتاب انڈر دی ایبسولیوٹ امیر میں ان کی شہادت کا واقعہ لکھتے ہوئے اس امر پر خاص طور سے زور دیتے ہیں کہ ان کے قتل کا اصل سبب احمدیہ جماعت کی وہ تعلیم ہے کہ دین کی خاطر جہاد جائز نہیں ہے۔ امیر ڈرتا تھا کہ اگر یہ تعلیم پھیلی۔ تو ہمارے ہاتھ سے وہ ہتھیار نکل جائیگا۔ جو ہم ہمیشہ ہمسایہ قوموں کے خلاف استعمال کیا کرتے ہیں ٭

قابل عمل در آمد نہیں۔ کیونکہ اس کی تعلیمات انسان کو اپیل نہیں کر سکتی ہیں۔ اور اس لئے وہ اس کی عملی زندگی میں راہ نما نہیں ہوسکتی۔ یہ بائیبل انسانی زندگی کے لئے مکمل ضابطہ پیش نہیں کرتی۔ جو کہ اسلام کی خاص خوبصورتی ہے۔

۴۔ کچھ شک نہیں۔ حضرت اقدس اس امر سے واقف ہیں۔ کہ تمام مغرب میں موجودہ عیسائیت سے تنفر و بغاوت کے آثار نمایاں ہیں۔ مثلاً روس ایک زمانہ میں آرتھوڈکس عیسائی ملک تھا۔ اور ہمیشہ مسلمان ممالک سے خالصتہً مذہبی اغراض کے لئے نہ کہ ملکی اغراض کی خاطر لڑتا رہا۔ اس نے اب کھلم کھلا ظاہر کر دیا ہے۔ کہ عیسویت طبعی زندگی کی تمام ضروریات کی ارتقائی طریق پر تسلی نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کمیونزم نے مضبوط جگہ حاصل کر لی ہے۔ یہ حالت صرف روس میں ہی نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے ممالک جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی کی بھی یہی حالت ہے۔ بلکہ خود انگلستان کا بھی یہی حال ہے۔ جہاں ایسی ہی تحریک پاؤں جما رہی ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مہذب مغرب اسلامی تعلیمات کی روح سادگی کو لیکر ان پر عمل کر رہا ہے۔ اگرچہ اسے یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ اسلامی تعلیمات ہیں۔

۵۔ اب وقت آگیا ہے۔ جب کہ اسلام اپنی اصفیٰ اور اجلےٰ صورت میں مغرب کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ بدقسمتی سے اسلام کو بعض پچھلے خود غرض اور متعصب لوگوں نے اپنے اغراض کے لئے غلط رنگ میں رنگین کیا ہے۔ مگر جہاں تک موجودہ یورپ کا سوال ہے۔ اس کے باشندے ارتقاء پسند اور تعلیم یافتہ ہیں۔ ہم کو ہر طرح یقین ہے۔ کہ اگر اسلام ان کے سامنے اصلی صورت میں پیش کیا جائے (جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے) تو انہیں اس کے قبول کرنے میں کوئی تامل نہ ہوگا ہم بہت جلد مغرب کو ہمدردانہ مذہب کا مطالعہ کرتے پائیں گے۔

۶۔ ہم حضرت پر اس امر کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جہاں تک ہمارا اس ملک میں تجربہ ہے۔ اس ملک کے لوگ مذہب کے متعلق تفصیلی مضامین پر بہت کم دلچسپی لیتے ہیں۔ اور اس کے مختلف فرقوں کے متعلق تو بہت ہی کم۔ اس لئے ہم صدق دل سے التماس کرتے ہیں۔ کہ جناب آنے والی مذہبی کانفرنس میں اسلام کو اس کی پاکیزہ صورت و مفہوم میں پیش کریں گے۔

۷۔ اسلام جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں امید ہے۔ کہ یوروپین نسل اتحاد ہند کے کام میں ہر قسم کی مدد کریں گے۔ ہندوستان کا اتحاد ایسا ضروری مسئلہ ہے۔ کہ اس کی ساری ترقی اور بہبودی اس سے وابستہ ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ دن جلد آوے کہ ہندوستان دنیا کی آزاد اقوام میں اپنی اصلی جگہ کو حاصل کرے۔

۸۔ ہم جناب کی اس تکلیف فرمائی کے لئے شکر گذار ہیں۔ کہ یہاں ہمارے درمیان تشریف لائے۔

۹۔ آخر میں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کا حافظ و ناصر ہو۔ اور جناب کے نقش قدم کو اپنے رحم سے بے خطا صراط مستقیم کی طرف لے جائے۔

ایڈریس کا جواب

از حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مجھے انگریزی میں بولنے کا موقع نہیں ملا۔ میں نے انگریزی میں بولنے کی اس سفر میں کوشش کی ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ میرے مخاطب ہندوستانی طلباء ہیں میں اس ایڈریس کا جواب اردو میں دوں گا۔ اور ایسے لوگوں کے لئے جو اردو نہیں سمجھ سکتے۔ خواہ وہ چند ہی ہوں۔ عزیزی چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب انگریزی میں میرے جواب کا خلاصہ سنا دیں گے۔

جو خواہشات آپ نے اس ایڈریس میں بیان کی ہیں۔ میں انہیں سن کر بہت خوش ہوا۔ ان کی روح کے ساتھ مجھ کو ہمدردی ہے۔ اور میں آپ سے اتفاق رکھتا ہوں۔

اسلام فطرت کے مطابق ہے

اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ اگر کوئی شخص تعصب سے پاک ہو کر عقل سے کام لے۔ تو اس کی فطرت اسے مجبور کرے گی۔ کہ وہ اسلام کو قبول کرے۔ اسلام کل دنیا کے لئے آیا ہے۔ اور وہی عالمگیر مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل اور قوت فیصلہ اسی لئے دی ہے کہ اگر وہ اس سے کام لے۔ تو وہ ہدایت کو پالیتا ہے۔ اور اگر اس سے دور بھی چلا گیا ہو۔ تو اتنا دور نہیں ہو جاتا۔ کہ اس کی اصلاح ناممکن ہو۔ بشرطیکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کو بیکار اور معطل نہ چھوڑ دے۔ یاد رکھو۔ جو سچے طور پر کوشش کرتا ہے۔ وہ مقصد کو پالیتا ہے۔ اور راستہ سے بھٹک جانے کے باوجود بھی واپس آسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ اصول بتایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں۔ ہم ضرور ضرور ان پر اپنی راہوں کو کھول دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا یہ قانون بالکل درست اور تجربہ سے صحیح ثابت ہو چکا ہے۔ اور عقل اس کی تائید کرتی ہے۔ پس کامیابی کے لئے کوشش شرط ہے۔ اور وہ کوشش اس طریق پر ہو۔ جو خدا تعالیٰ نے بتایا ہے۔ اور وہ یہی ہے۔ کہ خدا داد عقل سے کام لو۔

اسلام کا تمام دنیا میں پھیلنا

اسلام کی سچائی عقل اور تجربہ سے ثابت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر اسلام کو اصلی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ تو وہ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ۔ غرض ساری دنیا میں یقیناً پھیلے گا۔ اس لئے کہ وہ کل دنیا کے لئے آیا ہے۔ اس کے سوائے اور کوئی مذہب نہیں ہے جو عالمگیر ہو۔ اور قرآن شریف میں اس کے تمام دنیا میں پھیل جانے اور تمام ادیان پر غالب آنے کی پیشگوئی موجود ہے چنانچہ آتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین الحق دیکر بھیجا ہے۔ اور اس کی غرض یہی ہے۔ کہ اس دین کو کل ادیان پر غالب کر دے۔ اور تمام ادیان کو ایک دین پر جمع کر دے۔ ہم کو یقین ہے۔ کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور یہ بھی ایک ثابت شدہ امر ہے۔ کہ اس کے لئے یہی زمانہ ہے اور ہماری ساری کوشش اسی مقصد کے لئے ہے۔

اسلام حقیقی شکل میں

آپ نے یہ خواہش پیش کی ہے۔ کہ میں اسلام کو صحیح اور حقیقی شکل میں پیش کروں۔ میں اس سے بالکل متفق ہوں۔ اور متفق ہی نہیں۔ بلکہ اگر اسلام کو اس کی حقیقی شکل میں پیش نہ کیا جاوے۔ تو وہ اسلام نہیں۔ بلکہ کچھ اور ہوگا۔ اور ہماری غرض تو یہی ہے۔ کہ اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کو دکھائیں اور بدقسمتی سے جو حالت اس کی تبدیل کر دی گئی ہے۔ اور اس کی صحیح تعلیمات کو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے بدل دیا گیا ہے۔ اسے پھر دنیا میں ظاہر کیا جائے۔ لیکن میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ تفاصیل کے بیان میں اگر انسان کو کوئی اختلاف نظر آئے۔ تو اس کو معقولیت کے ساتھ دیکھنا چاہیئے۔ بلا غور کئے اس کو اختلاف قرار دے دینا غلطی ہوگی۔ بعض اختلاف ایسے ہوتے ہیں۔ جو قدرتی ہوتے ہیں۔ مثلاً دو بھائیوں یا بہن بھائی میں باوجودیکہ وہ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ فرق نظر آئے گا۔ اور ہوتا ہے۔ آواز میں۔ قد و قامت میں۔ خیالات اور مذاق میں۔ مگر یہ اختلاف ان کو اس ایک حقیقت سے کہ وہ بھائی ہیں اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ جدا نہیں کر دیتا۔

ہم اشاعت اسلام کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں

اسی طرح میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ

سیدنا! حضور کی تعریف ایک فقرہ میں اللہ تعالےٰ نے خود فرمائی ہے۔ اور اس سے بڑھکر کون ہے۔ جو کسی کی اچھی تعریف بیان کرسکے۔ اور وہ فقرہ یہ ہے "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" اللھم صلی علیہ وعلےٰ مطاعہ۔ آمین ؛

سیدنا! پھر آپ نے اسی یورپ میں جاکر جہاں بڑے بڑے متشرع اور مدعیان اسلام بھی متنزل ہو گئے تھے۔ دنیا کو دکھا دیا۔ کہ ہم اس ملک میں بھی علی الاعلان نمازیں ادا کرسکتے ہیں۔ گرجاؤں کے دروازوں پر عین بازار میں اپنے خدا سے دعائیں مانگ سکتے ہیں۔ مشرقی لباس عمامے اور شلواریں پہن سکتے ہیں۔ اسلامی شعائر اور تمدن کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ عورتوں سے مصافحہ کا انکار کرسکتے ہیں۔ تعدد ازدواج پردہ اور حرمت سود وغیرہ مسائل پر انشراح صدر سے تبادلہ خیالات کرسکتے ہیں۔ اور ان کے فوائد کا منکروں کو قائل کرسکتے ہیں۔ ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کرسکتے ہیں۔ کہ وہ خدا جو آدمؑ اور نوحؑ سے بولا تھا۔ وہ جس نے ابراہیمؑ اور موسےؑ سے باتیں کی تھیں۔ وہی جو عیسیٰؑ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہوا تھا۔ اس نے ہمارے سامنے اس زمانہ کے نبی احمدؑ سے اسی طرح کلام کیا۔ اور ویسے ہی معجزے اور نشان دکھائے۔ جو اس نے گذشتہ امتوں کو دکھائے تھے۔ پھر یہیں بس نہیں۔ بلکہ مختلف مجالس اور مقامات پر یہ اظہار حقیقت کرنا۔ کہ خود مجھ سے بھی وہی خدا کلام کرتا ہے ؛

سیدنا! یہ وہ فقرہ ہے۔ جس نے سوتوں اور مدہوشوں کو جگا دیا۔ اور روح القدس کے پیاسوں کو آپ کی طرف متوجہ کیا۔ یورپ دلیل کا محتاج نہیں۔ وہ زندہ خدا کے تازہ کلام اور نمونہ کا محتاج ہے۔ وہ پیاسا ہے۔ آپ نے اسے فلسفیانہ باتوں کا نہیں بلکہ سیراب کرنے والے ٹھنڈے اور شیریں شربت کے چشمہ کا پتہ بتا دیا ؛

(چہارم) شکست باطل اور دشمنوں کی ناکامی

اے فاتح مغرب امام! اس سفر کے ضمن میں علاوہ کامیابیوں کے مخالفین سلسلہ کی کچھ ناکامیاں بھی قابل بیان ہیں۔ جو بطور نشان کے ظاہر ہوئی ہیں۔ علاوہ ان تمام مذاہب باطلہ کے جو کانفرنس میں شریک ہو کر بے رونق اور بے اثر ثابت ہوئے۔ دو قسم کے لوگوں کو خاص شکست اور ذلت نصیب ہوئی — ایک پیغامی دوسرے بہائی ؛

ہر دو کے لیڈروں کو میدان سے فرار ہو جانے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ خصوصاً پیغامی سپہ سالار کو جو ۵ا سال سے انگلستان کو اپنا گھر بنائے بیٹھا تھا۔ اور ایک بڑی جماعت کو مسلمان کرلینے کا مدعی تھا۔ اور جو احمدیت کے ذکر کو اپنی عزت اور آمدنی کے لئے سم قاتل سمجھتا۔ وہ ہمیشہ کا بزدل تھا۔ اس کی مجال نہ تھی۔ کہ وہ میدان میں شیروں سے آنکھ ملائے۔ پس اس نے میدان چھوڑ کر بھاگ جانا ہی بہترین کرتب خیال کیا۔ مگر اس کو اور اس کے بھائیوں کو معلوم ہو گیا ہے۔ کہ وہ احمدیت جسے وہ سم قاتل سمجھتے تھے۔ وہی دراصل حقیقی حیات بخش چشمہ ہے۔ جس کی تمام عقلمند دنیا طالب ہے۔ ان کے فتنہ نے سر اٹھانا چاہا تھا۔ مگر وہ قدرت خداوندی سے وہیں کچل دیا گیا۔ اس سفر میں حضرت مسیح موعود کے وجود اور دعاوی کے ذکر اور خود حضور کے تعلق باللہ کے اظہار نے ان لوگوں کے گھٹنے توڑ دیئے۔ ہر مرحلہ پر حضور کی کامیابیوں سے یہ لوگ جل رہے ہیں۔ جماعت کے اخلاص و محبت کو دیکھ کر ان کے سینوں سے کینہ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ اور سبز پگڑیوں کے حسد نے ان کو کباب کر دیا ہے۔ ان کے لئے یہی جلن اور یہی سوزش اس دنیا میں ایک جہنم ہے۔ ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ؛

دوسرا فرقہ بہائی ہے۔ ان کو بھی اس سفر میں کاری ضرب پہنچی ہے۔ ان کا تمام پراپیگنڈا خاک میں مل گیا۔ خود ان کے قائم مقام نے لیکچر میں کہہ دیا۔ کہ بہائی ازم کوئی مذہب نہیں ہے۔ بلکہ ایک عام اخلاقی اور سوشل تحریک ہے۔ حضور نے ان کے مرکز کو بھی دیکھ لیا۔ اور ۸۰ سالہ ترقیوں کی کامل پردہ دری ملاحظہ فرمائی۔ ثابت ہو گیا۔ کہ یہ ایک قبر پرست فرقہ ہے۔ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی ذلت نہیں ہے۔ بھلا قبر پرست زندہ خدا پرست کے آگے کہاں منہ دکھا سکتا ہے ؛

سیدنا! غیر احمدی مسلمانوں پر بھی حجت قائم ہو گئی۔ اور ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ خدمت اسلام کا حقیقی جوش دنیا میں کس کو ہے؟ کاش وہ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں۔ اور خود اپنے دلوں سے اس سوال کا جواب طلب کریں ؛

سیدنا! اب ایک اور ناکامی ایک خاص فرقہ کی ہندوستان میں ملاحظہ فرمادیں۔ حضور کے خدام نے ۲۰ ماہ علاقہ ملکانہ میں کام کیا۔ اور ہر طرح سے اس علاقہ کے لوگوں کو ارتداد سے بچانے کی کوشش کی۔ ہمارے مجاہدین نے گاؤں گاؤں اور گھر گھر پھر کر ان بہکانے والوں اور فریب خوردہ لوگوں پر اتمام حجت کی۔ اور اپنی طرف سے پورا پورا حق ادا کر دیا۔ پس جب حجت تمام ہو چکی۔ اور سننے والوں نے انکار کیا یا مقابلہ تو بموجب الہام الہٰی کہ ؏

وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

گنگا اور جمنا دونوں شفیق اور مہربان ماتاؤں نے امہ ہاویہ کا طوفانی رنگ اختیار کر لیا۔ اور آگرہ متھرا بندرابن اور بھرت پور کے شہروں اور علاقوں کو جو مرتدوں اور مرتد کرنے والوں کی کارستانیوں کے مرکز تھے۔ سنیاناس کر کے رکھ دیا۔ یہیں تک نہیں۔ بلکہ ارتداد کے اصلی منبع یعنی سنیاسیوں کے سچی وامادہی گروکل کانگڑی کے ٹیلے مکانات اور عمارتوں کی ایسی صفائی کر دی کہ اب پتہ بھی نہیں لگتا۔ کہ وہ کہاں گئے۔ اور کدھر غائب ہو گئے۔ افسوس کہ سینکڑوں تارک الدنیا سادھو اور سنیاسی اس طوفان میں تنکوں کی طرح بہہ گئے۔ اور ہلاک ہو گئے۔ اور وہ خدا جس نے ابراہیمؑ کو کہا تھا۔ کہ اگر لوطؑ کی بستی میں دس آدمی بھی نیک ہونگے۔ تو میں اس پر سے عذاب کو ٹلا دوں گا۔ اور ان کو ہلاک نہیں کرونگا۔ اس نے اپنی آنکھوں سے اپنے سچے پرستاروں اور اپنی وید کے جانثار خادموں کو سینکڑوں کی تعداد میں طوفان کے عذاب میں غرق اور ہلاک ہوتے دیکھا۔ مگر اس کو رحم نہ آیا۔ اور نہ اس نے کوئی امداد کی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار کیا آگرہ۔ بندرابن۔ متھرا اور بھرت پور میں کوئی عقلمند اور خدا کا خوف دل میں رکھنے والا انسان ہے۔ جو اس عذاب پر غور کرے۔ اور عبرت حاصل کرے۔ یاد رکھو کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ لیکن دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ مگر خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا" ؛

سیدنا! ہم نے آپ کا بہت سا وقت لیا۔ اب ایک ہماری عرض یہ ہے۔ کہ جیسا حضور کے سفر سے پہلے اللہ تعالےٰ نے حضور کو رویا کے ذریعہ یہ بتا دیا تھا۔ کہ کچھ تکالیف اور غم بھی درپیش ہیں۔ سو وہ قضا و قدر کے تیر ہم کو لگے۔ وہ حضور کی تشریف آوری سے پہلے ہمیں یاد تھے۔ مگر اب تو اس خوشی میں سب رنج اور تکلیفیں بھول گئیں۔ ہاں آپ کی جدائی کا ایک غم تھا جس کی لذت ہم نے پہلے کبھی نہ چکھی تھی۔ مگر اب اس کی بابت بھی یہ عرض ہے۔ کہ

حدیث وصل و طرب میں ساقی نہ چھیڑ افسانہ رنج و غم کا
جو ہجر و فرقت میں ہم پہ گذری وہ پھر کسی دن سنائینگے ہم

آخر میں ہم پھر ایک دفعہ خوش آمدید اور اھلاً وسھلاً و مرحبا عرض کرتے ہیں۔ اور اس شعر کو جو حضور کے لئے ہی ہے۔ اور موجودہ موقعہ کے بہت موزوں ہے۔ دہراتے ہیں ؛

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز راہِ دور آمدۂ

سیدنا! حضور کے ہر کاب جو اصحاب قافلہ تھے۔ ان سب کی خدمت میں بھی قادیان کی طرف سے واپسی اور کامیابی کی مبارکباد عرض ہے۔ یہ ان اصحاب پر اللہ تعالےٰ کا خاص فضل تھا۔ کہ وہ

نے ارادہ کیا ہے۔ کہ اسلام کا حقیقی چہرہ ہم دنیا کو دکھائیں۔ اور یہی کام ہم کر رہے ہیں۔ ممکن ہے۔ تفاصیل میں کوئی اختلاف نظر آئے۔ مگر روح وہی ہے۔ جس سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ اور میں خوش ہوں۔ کہ آپ نے یہ خواہش پیش کی ہے۔ میں اس ایڈریس کو سن کر اور بھی خوش ہوا ہوں۔ کہ اشاعت اسلام کا سوال آپ لوگوں کے زیر نظر ہے۔ اور ہم تو اسی کام کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اسی سوال کے لئے میں نے یہ سفر کیا ہے۔ مجھ کو اس بات سے اور بھی خوشی ہوئی ہے۔ کہ اس ایڈریس کو پڑھنے والے صاحب ہندو ہیں ؛

میں نے ابھی کہا ہے۔ کہ جو شخص طلب صادق کیساتھ حق کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے۔ اس پر حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور وہ راہ پا لیتا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو پورے طور پر کوشش کرتے ہیں۔ ہم کو اپنی ذات کی قسم ہے۔ کہ سچائی کی طرف اسے کھینچ کر لاتے ہیں۔ جب انسان اس روح کو لے کر کوشش کرتا ہے۔ تو نتیجہ بابرکت ہوتا ہے ؛

منافقانہ رنگ کی امید نہ رکھیں

غرض میں آپ کی ان نیک خواہشوں کو جو اشاعت اسلام کے موافق ہیں بہت خوشی اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ مجھ سے آپ منافقانہ رنگ کی امید نہ رکھیں۔ جس تعلیم کو میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ حق ہے۔ اور وہی حق ہے۔ جس کے بغیر اسلام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں اسی کو پیش کروں گا۔ اور دنیا کی کوئی چیز اور طاقت اس حق کے پیش کرنے سے مجھ کو روک نہیں سکتی ؛ اس لئے کہ سب سے پیاری چیز میرے لئے وہی ہے۔ پس میں پھر کہتا ہوں۔ کہ آپ کی ایسی نیک خواہشوں کی قدر کرنے کے باوجود آپ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مجھ سے یہ امید نہ رکھیں۔ کہ میں منافق کا پارٹ پلے کروں گا ؛

میں ہمیشہ سے اس امر کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آزادی ضمیر کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرے کچھ پرواہ نہیں۔ اگر وہ میرے خلاف بھی ہو۔ میں نے اپنے خلاف سخت سے سخت خیالات کے اظہار کو بھی خوشی سے سنا ہے۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ بارہ سال کے قریب ہوتے ہیں۔ جب میں حج کے لئے آیا تھا۔ تو اس جہاز میں تین بیرسٹر بھی تھے۔ جو ہندوستان سے آ رہے تھے۔ انہوں نے امتحان پاس کر لیا تھا۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کا بیٹا ہوں ان سے جہاز پر مذہب کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اور اس سلسلہ میں وہ حضرت صاحب کے متعلق سخت الفاظ استعمال کرتے رہے۔ مگر میں نے ظاہر نہ ہونے دیا۔ تاکہ ان کو اپنے خیالات کے اظہار میں روک نہ ہو۔ اور وہ اپنے اعتراضات کو چھپائیں نہیں۔ میں ان کے اعتراضات کا جواب دیتا رہا۔ آخری دن ان کو معلوم ہوا۔ کہ میں بانی سلسلہ احمدیہ کا بیٹا ہوں۔ تو انہوں نے معذرت کی۔ میں نے ان کو کہا۔ آپ کو اپنے خیالات کے آزادانہ اظہار کا حق تھا۔ غرض میں آزادانہ اظہار رائے کو ہمیشہ عزت اور قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں ؛

ہندوستان کی آزادی کی خواہش

ہندوستان کے متعلق جس خواہش کا اظہار آپ نے کیا ہے۔ اس کے متعلق میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اس کا خواہشمند نہیں ہے۔ کہ ہندوستان آزاد ہو۔ خاندانی ٹریڈیشن کے لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے۔ تو ہمارے خاندان نے سات سو سال تک اپنے علاقہ میں حکومت کی ہے۔ جو میرے دادا صاحب پر آکر ختم ہو گئی۔ اس لئے ہمارے خاندان میں حکومت کی روایتیں موجود ہیں۔ مجھ کو تعجب ہوتا ہے۔ جب لوگ ہم کو گورنمنٹ کا خوشامدی کہتے ہیں۔ حالانکہ کوئی شخص کبھی بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ ہم نے گورنمنٹ سے کبھی کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کی خواہش کی ہو۔ گورنمنٹ کے بعض افسروں نے یہ کہا بھی ہے۔ کہ کیوں یہ لوگ خواہش نہیں کرتے۔ ہمارے خاندان میں گورنمنٹ کے اعلےٰ افسروں کی چٹھیاں موجود ہیں۔ جن میں ہمارے خاندان کے امتیازات کا اعتراف ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ہم نے کبھی ان چٹھیات کو ویسٹ پیپر (ردی کاغذ) سے زیادہ نہیں سمجھا۔ اس لئے کہ کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ کہ ان کو پیش کر کے کوئی اجر لیں۔ اب جو خدمات ہمارے سلسلہ نے کی ہیں۔ ان کے بدلہ میں بھی کچھ نہیں چاہتے۔ اور میں ہتک سمجھتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ ہم کو کوئی خطاب دے یا کوئی اور اجر دے ؛

ہز ہائی نس کا خطاب

مجھ کو ایک مرتبہ ایک بڑے آدمی نے خط لکھا۔ کہ اگر آپ کو ہز ہائی نس کا خطاب دیا جائے۔ تو آپ کا کیا خیال ہے۔ میں نے اس کو لکھا۔ کہ میں اس کو اپنی ہتک سمجھتا ہوں۔ غرض ہم نے کبھی گورنمنٹ کی خوشامد نہیں کی۔ اور میں اس سے کسی خدمت کا معاوضہ لینا خواہ وہ ہمارے بزرگوں نے کی یا ہمارے سلسلہ نے اب کی ہے ہتک سمجھتا ہوں ؛

ہندو مسلم اتحاد

میں نے گورنمنٹ کی جو تائید کی ہے۔ وہ اس لئے کہ اسلام جو تعلیم دیتا ہے اس پر عمل کرنا میرا فرض ہے۔ اور میں بجالات موجودہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جب تک ہندوستان ایک نہ ہوگا۔ اور ہندو مسلمانوں میں حقیقی اتفاق و اتحاد نہ ہوگا۔ ہندوستان کی ترقی نہ ہوگی۔ اور میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں اسکا مخالف ہوں۔ کہ زبان سے ہم اتحاد کا شور مچائیں۔ اور دل سے مختلف ہوں جیسا کہ واقعات اور حالات نے ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت کو کھول دیا ہے۔ یہ بات میں آج آپ کے سامنے نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ میں عرصہ سے اس حقیقت کو واضح کر رہا ہوں۔ میرے خیالات کی مخالفت بھی ہوئی مگر آج واقعات نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جب تک دل ایک نہ ہوں۔ کچھ نہیں ہوگا۔ پہلے ضروری ہے۔ کہ ایسے اصول طے کر لئے جاویں کہ ہندو مسلمانوں میں حقیقی اتحاد ہو جائے ؛

مانگنے سے نفرت

میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میں مانگنے کا قائل نہیں۔ میں چار پانچ سال کی عمر سے اپنے واقعات کو یاد رکھتا ہوں۔ اور میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے بھی کچھ نہیں مانگا تھا۔ پس میں مانگنے کا حامی نہیں ہوں۔ اگر ہم اتحاد پیدا کر لیں اور وہ اتحاد اخلاص کے ساتھ ہو۔ تو میں دعوےٰ سے کہتا ہوں۔ کہ سلف گورنمنٹ خود مل جائیگی۔ مانگنے کی ضرورت نہ ہوگی ؛

حقیقی اتحاد کی کوشش

مگر اس اتحاد کے لئے کوشش نہیں کی گئی۔ ہندو مسلمانوں کے اتحاد کو صحیح اصول پر قائم کرنے کے لئے کبھی کوشش نہیں ہوئی۔ اور جس نے کی اس کی مخالفت کی گئی۔ جن تین بیرسٹروں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں سے ایک ہندو کامیاب بیرسٹر نے جو لاہور میں شاید کام کرتا ہے۔ اس وقت اپنے مسلمان دوست سے کہا تھا۔ کہ اگر میرے لڑکی ہوئی۔ تو تمہارے لڑکے کو دوں گا۔ اور ایسا ہی مسلمان کہتا تھا۔ مگر اب یہ حالت ہے۔ کہ لاہور والے کسی سے ملتے نہیں۔ اور دوسرے دو جو ملتان میں غالباً کام کرتے ہیں۔ وہ اس سوسائٹی کے ممبر ہیں۔ جو تفرقہ ڈلواتی ہے ؛

دعا

غرض آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان کو قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ پس آپ اس کے مطابق عمل کریں۔ اور ان نیک خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر غلط راستہ پر بھی چلیں گے۔ تو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو فائدہ ہوگا۔ بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ کام کرو گے۔ بہرحال میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کو بھی اور آپ کی کوششوں جذبات اور خواہشوں کو کامیاب بنانے کی توفیق دے۔ اور مجھ کو اور میرے متبعین کو بھی ؛

حضرت اقدس یہ تقریر کر کے بیٹھ گئے۔ اور چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے اس کا ترجمہ کر کے خلاصہ نہایت خوش اسلوبی سے سنایا۔ اس کے بعد مختلف احباب تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اور حضرت اقدس مسٹر بی اول (سابق عبداللہ کوئلم) سے گفتگو کرتے رہے۔ اور ایک گھنٹہ کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا تار

لنڈن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا

بلجیئم اور ہالینڈ میں احمدیہ جماعتیں،

حضرت خلیفۃ المسیح کی مصروفیت اور علالت

چونکہ اخبار الفضل ۲۳ اکتوبر نمبر ۴۵ کے ٹائیٹل کا پتھر چھپتے چھپتے اڑ گیا۔ جو باوجود کوشش کے درست نہ ہو سکا۔ اور کاپی پھر لکھوا کر چھپوانے میں بہت دیر ہوتی تھی۔ جس سے احباب بقیہ اخبار پڑھنے سے بھی محروم رہتے۔ اس لئے ویسا ہی اخبار بھجوا دیا گیا۔ بعض پرچوں پر تار اچھی طرح پڑھے نہیں جا سکتے تھے۔ اس لئے دوبارہ چھاپے جاتے ہیں ؛

لنڈن سے ۱۶ اکتوبر کو ۱۲ بجکر ۱۵ منٹ پر چلا ہوا تار بنام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب جو بٹالہ ۱۹ اکتوبر ۹ بجکر ۵۰ منٹ پر پہنچا۔ اور اسی دن قادیان آ گیا حسب ذیل ہے :-

(ملک) غلام فرید صاحب ایم اے کے اہل و عیال کو اخراجات میں کفایت کا پہلو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان واپس بھیج دیا گیا ہے۔ ان کو اخراجات کے لئے اپنے پاس سے ۲۲۵ پونڈ دیئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے پاس پہلے ہی روپیہ کی کمی ہے۔ اس لئے اس قدر رقم بذریعہ تار ہمیں بھجوا دی جاوے ؛

یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ لنڈن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا جائے۔ بیت المال برلن فنڈ سے روپیہ بطور قرض لے لیا گیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جن مقاصد کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ان ممالک میں بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک لنڈن میں مسجد کی بنیاد رکھنا بھی ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے دو اور یورپین ممالک میں جماعت ہائے احمدیہ پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک ہالینڈ ہے۔ اور دوسرا بلجیئم ؛

ان دنوں پارلیمنٹ کے انتخاب کے ایجی ٹیشن کی وجہ سے انگلینڈ میں پراپیگنڈا کا کام بہت تھوڑا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے مغربی ممالک میں اشاعت کے متعلق متعدد سکیمیں تیار کرنے کی وجہ سے جو بہت توجہ چاہتی ہیں۔ فرصت نہیں۔ اور اس سے قبل میں ان کی طرف متوجہ ہونے کے لئے وقت نہیں نکال سکا ؛

برادرم مرزا بشیر احمد کو اطلاع دیدیں۔ کہ یہاں ایجنسی بوجہ ایکسچینج کی دقت کے روپیہ نہیں ادا کر سکتی۔ میاں شریف احمد کچھ مقروض ہو گئے ہیں۔ اور مجھے بھی روپیہ کی ضرورت ہے (حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بذریعہ تار لکھا تھا۔ کہ آپ اپنے اور حضرت میاں شریف احمد صاحب کے اخراجات کے لئے ایجنسی سے اس قدر روپیہ وصول کر لیں۔ میں یہ رقم یہاں قادیان میں ایجنسی کے حساب میں داخل کرا دوں گا۔ اس کے جواب میں حضور نے یہ لکھا ہے۔ ایڈیٹر)

یہ عجیب بات ہے۔ کہ ہمارے مشن کے متعلق یورپ اور ہندوستان کے اخبارات کی رپورٹیں "الفضل" میں شائع نہیں ہوئیں۔

(الفضل جو اخبارات کے جس قدر کٹنگس مل سکے۔ وہ شائع ہوتے رہے ہیں۔ چونکہ سب انگریزی اخبارات یہاں نہیں آتے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض میں جو کچھ شائع ہوا۔ اس سے ہم بے خبر ہوں۔ اور بعض اخبارات کی رپورٹیں جو الفضل میں شائع ہوئی ہیں۔ شاید اس تار کی روانگی کے وقت تک وہ بذریعہ الفضل حضور کے ملاحظہ سے نہ گذری ہوں) میری صحت کمزور ہے۔ تاحال مجھے نزلہ بخار کی تکلیف ہے ؛ خلیفۃ المسیح

احباب حضور کی صحت و عافیت کیلئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

دوسرا تار

لنڈن سے واپسی کی تاریخ

لنڈن ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ۷ بجکر ۵۰ منٹ شام حسب ذیل تار بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب دیا۔ جو ۱۹ اکتوبر ۹ بجکر ۴۰ منٹ صبح بٹالہ پہنچا۔ اور اسی دن قادیان آ گیا ؛

(انشاء اللہ العزیز) ۲۴ اکتوبر کو لنڈن سے روانگی ہو گی یعنی میں سفر منقطع نہیں کیا جائیگا۔ سیال (جناب چوہدری فتح محمد خاں صاحب ایم اے) اور درد (جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے) یہاں رہینگے۔ نیر (مولوی عبد الرحیم صاحب) ہمارے ساتھ واپس آئینگے۔ خلیفۃ المسیح

مولوی نعمت اللہ خانصاحب کا قتل اسلام کیلئے باعث ننگ و عار

کلکتہ کا انگریزی اخبار مسلمان اپنے ۲۶ ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ "گورنمنٹ کابل نے مولوی نعمت اللہ خاں کو محض احمدی ہونیکی وجہ سے فتوائے موت صادر کرنے میں جس بیجا تعصب کا اظہار کیا ہے۔ اور جس وحشیانہ طریق سے اُن کا قتل عمل میں لایا گیا ہے۔ ہماری حقیر رائے میں اسلام اور انسانیت کیلئے باعث ننگ و عار ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور فرقہ حنفیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہی والئے افغانستان کا مذہب ہے۔ ہم احمدی فرقہ کے بعض عقائد سے متفق نہیں اور گو ہم مذہبی عالم ہونیکا ادعا نہیں رکھتے۔ لیکن یہ خیال بھی نہیں کر سکتے۔ کہ ہماری شریعت میں ایسی ناروا داری ہے۔ کہ محض اختلاف عقائد کی وجہ سے حکومت ہونیکی صورت میں قتل کو روا رکھتی ہو عیسائی اور یہودی تو رسول صلعم کی نبوت کے ہی قائل نہیں۔ کیا انہیں بھی سنگسار کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو کیوں عدالت ہائے افغانستان نے ان عیسائیوں اور یہودیوں کے خلاف جو مملکت افغانستان میں بستے ہیں فتوائے موت صادر نہیں کیا۔ مزید براں بت پرست اور دیوتاؤں کی پجاری اقوام ہیں جو توحید کی ہی قائل نہیں کیا انہیں بھی سنگسار کرنا چاہیئے۔ ہم یہ ضرور کہیں گے۔ نعمت اللہ خاں پر فتوے اور اس پر طریق عمل نے ہمیں سخت صدمہ پہنچایا ہے . . . .

یہ اسلام کے خوبصورت چہرہ پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ مہذب دنیا میں یہ فعل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ناپسندیدہ خیالات پیدا کریگا۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ اس غلطی کا اعادہ نہ ہو گا۔ اور آئندہ افغانستان اس امر کو گوارا نہ کریگا۔ کہ اسے تعصب اور ناروا داری کا مجسمہ سمجھا جائے ؛

کامل پیروان نبوت کے خاص فرائض

احمدی دل و جان سے سر انجام دے رہے ہیں

ہمارے معزز مضمون نگار جناب قاضی مقبول حسین صاحب رڑکی سے تحریر فرماتے ہیں۔ معزز اخبار مدینہ رقمطراز ہے۔ کہ اصحاب نبوت (قادیانی) دن میں سینکڑوں بار ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھتے ہیں۔ مگر پھر بھی دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ کیا سچے مسلمان اور کامل پیروان نبوت آیہ مبارکہ دن میں ہزاروں بار نہیں پڑھتے۔ اور پھر بھی خلافت اور مذہبی اقتدار کیلئے اہل ہنود سے امداد نہیں چاہتے اور اس امداد کی خاطر اکثر خلاف شریعت عمل نہیں کرتے۔ اور اہل ہنود کو اپنا رہبر نہیں بناتے ؛

اخبار مذکور کا دوسرا اعتراض بھی کہ اصحاب نبوت کو قسطنطنیہ سمرنا اور عرب کے مظلومین پر کبھی رحم نہ آیا۔ ایسا ہی مضحکہ خیز ہے۔ اخبار مذکور خود غور کرے کہ سچے مسلمان

(باہتمام عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا تار

لنڈن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنا

بلجیم اور ہالینڈ میں احمدیہ جماعتیں،

حضرت خلیفۃ المسیح کی مصروفیت اور علالت

چونکہ اخبار الفضل ۲۳ر اکتوبر نمبر ۴۵ کے ٹائٹیل کا پتھر چھپتے چھپتے اُڑ گیا۔ جو باوجود کوشش کے درست نہ ہو سکا۔ اور کاپی پھر لکھوا کر چھپوانے میں بہت دیر ہوتی تھی۔ جس سے احباب بقیہ اخبار پڑھنے سے بھی محروم رہتے۔ اس لئے ونیسا ہی اخبار بھجوا دیا گیا۔ بعض پرچوں پر تار اچھی طرح پڑھے نہیں جاسکتے تھے۔ اس لئے دوبارہ چھاپے جاتے ہیں:

لنڈن سے ۱۶ر اکتوبر کو ۱۲ بجکر ۱۵ منٹ پر چلا ہوا تار بنام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب جو بٹالہ ۱۹ر اکتوبر ۹ بجکر ۵۰ منٹ پر پہنچا۔ اور اسی دن قادیان آگیا حسب ذیل ہے:۔

(ملک) غلام فرید صاحب ایم اے کے اہل وعیال کو اخراجات میں کفایت کا پہلو مدّنظر رکھتے ہوئے ہندوستان واپس بھیج دیا گیا ہے۔ ان کو اخراجات کے لئے اپنے پاس سے ۲۲۵ پونڈ دیئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے پاس پہلے ہی روپیہ کی کمی ہے۔ اس لئے اس قدر رقم بذریعہ تار ہمیں بھجوا دی جاوے:

یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ لنڈن میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا جائے۔ فی الحال برلن فنڈ سے روپیہ بطور قرض لے لیا گیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جن مقاصد کے لئے خداتعالیٰ نے مجھے ان ممالک میں بھیجا ہے۔ ان میں سے ایک لنڈن میں مسجد کی بنیاد رکھنا بھی ہے۔ خدا کے فضل وکرم سے دو اور یورپین ممالک میں جماعت ہائے احمدیہ پیدا ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک ہالینڈ ہے۔ اور دوسرا بلجیم:

ان دنوں پارلیمنٹ کے انتخاب کے ایجی ٹیشن کی وجہ سے انگلینڈ میں پراپیگنڈا کا کام بہت تھوڑا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے مغربی ممالک میں اشاعت کے متعلق متعدد سکیمیں تیار کرنے کی وجہ سے جو بہت توجہ چاہتی ہیں۔ فرصت نہیں۔ اور اس سے قبل میں انکی طرف متوجہ ہونے کے لئے وقت نہیں نکال سکا:

برادرم مرزا بشیر احمدؐ کو اطلاع دیدیں۔ کہ یہاں ایجنسی بوجہ ایکسچینج کی دقّت کے روپیہ نہیں ادا کر سکتی۔ میاں شریف احمد کچھ مقروض ہو گئے ہیں۔ اور مجھے بھی روپیہ کی ضرورت ہے (حضرت میاں بشیر احمدؐ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بذریعہ تار لکھا تھا۔ کہ آپ اپنے اور حضرت میاں شریف احمد صاحب کے اخراجات کے لئے ایجنسی سے اس قدر روپیہ وصول کر لیں۔ میں یہ رقم یہاں قادیان میں ایجنسی کے حساب میں داخل کرا دوں گا۔ اس کے جواب میں حضور نے یہ لکھا ہے۔ ایڈیٹر)

یہ عجیب بات ہے۔ کہ ہمارے مشن کے متعلق یورپ اور ہندوستان کے اخبارات کی رپورٹیں "الفضل" میں شائع نہیں ہوئیں۔

(الفضل: اخبارات کے جس قدر کٹنگس مل سکے۔ وہ شائع ہوتے رہے ہیں۔ چونکہ سب انگریزی اخبارات یہاں نہیں آتے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض میں جو کچھ شائع ہوا۔ اس سے ہم بے خبر ہوں۔ اور بعض اخبارات کی رپورٹیں جو الفضل میں شائع ہوئی ہیں۔ شاید اس تار کی روانگی کے وقت تک وہ بذریعہ الفضل حضور کے ملاحظہ سے نہ گذری ہوں) میری صحت کمزور ہے۔ تاحال مجھے نزلہ بخار کی تکلیف ہے:

خلیفۃ المسیح

احباب حضور کی صحت وعافیت کیلئے خاص طور پر دعائیں کریں:

دوسرا تار

لنڈن سے واپسی کی تاریخ

لنڈن ۱۸ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ۷ بجکر ۵۰ منٹ شام حسب ذیل تار بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب دیا۔ جو ۱۹ر اکتوبر ۹ بجکر ۳۰ منٹ صبح بٹالہ پہنچا۔ اور اسی دن قادیان آگیا:

(انشاء اللہ العزیز) ۲۴ر اکتوبر کو لنڈن سے روانگی ہو گی یعنی سفر منقطع نہیں کیا جائیگا۔ سیال (جناب چوہدری فتح محمد خاں صاحب ایم اے) اور درد (جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے) یہاں رہینگے۔ نیّر (مولوی عبد الرحیم صاحب) ہمارے ساتھ واپس آئینگے۔

خلیفۃ المسیح

مولوی نعمت اللہ خانصاحب کا قتل اسلام کیلئے باعث ننگ وعار ہے

کلکتہ کا انگریزی اخبار مسلمان اپنے ۲۶ ستمبر کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کابل نے مولوی نعمت اللہ خاں کو محض احمدی ہونیکی وجہ سے فتوائے موت صادر کرنے میں جس بیجا تعصب کا اظہار کیا ہے۔ اور جس وحشیانہ طریق سے اُن کا قتل عمل میں لایا گیا ہے۔ ہماری حقیر رائے میں اسلام اور انسانیت کیلئے باعث ننگ وعار ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور فرقہ حنفیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہی والئے افغانستان کا مذہب ہے۔ ہم احمدی فرقہ کے بعض عقائد سے متفق نہیں اور گو ہم مذہبی عالم ہونیکا ادعا نہیں رکھتے۔ لیکن یہ خیال بھی نہیں کر سکتے۔ کہ ہماری شریعت میں ایسی ناروادری ہے۔ کہ محض اختلاف عقائد کی وجہ سے حکومت ہونیکی صورت میں قتل کو روا رکھتی ہو عیسائی اور یہودی تو رسول صلعم کی نبوت کے ہی قائل نہیں۔ کیا انہیں بھی سنگسار کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو کیوں عدالت ہائے افغانستان نے ان عیسائیوں اور یہودیوں کے خلاف جو مسلک افغانستان میں بستے ہیں فتوائے موت صادر نہیں کیا۔ مزید براں بت پرست اور دیوتاؤں کی پجاری اقوام ہیں جو توحید کی ہی قائل نہیں کیا انہیں بھی سنگسار کرنا چاہیئے۔ ہم یہ ضرور کہیں گے۔ نعمت اللہ خاں پر فتوے اور اس پر طریق عمل نے ہمیں سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ . . . .

یہ اسلام کے خوبصورت چہرہ پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ مہذب دنیا میں فعل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ناپسندیدہ خیالات پیدا کریگا۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ اس غلطی کا اعادہ نہ ہوگا۔ اور آئندہ افغانستان اس امر کو گوارا نہ کریگا۔ کہ اسے تعصب اور ناروداداری کا مجسمہ سمجھا جائے:

کامل پیروان نبوت کے خاص فرائض

احمدی دل وجان سے سرانجام دے رہے ہیں،

"ہمارے معزز مضمون نگار جناب قاضی مقبول حسین صاحب رڑکی سے تحریر فرماتے ہیں۔ معزز اخبار مدینہ رقمطراز ہے۔ کہ اصحاب نبوت (قادیانی) دن میں سینکڑوں بار ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھتے ہیں۔ مگر پھر بھی دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ کیا سچے مسلمان اور کامل پیروان نبوت ایسا کر کے دن میں ہزاروں بار نہیں پڑھتے۔ اور پھر بھی خلافت اور مذہبی اقتدار کیلئے اہل ہنود سے امداد نہیں چاہتے اور اس امداد کی خاطر اکثر خلاف شریعت عمل نہیں کرتے۔ اور اہل ہنود کو اپنا رہبر نہیں بناتے:

اخبار مذکور کا دوسرا اعتراض بھی کہ اصحاب نبوت کو قسطنطنیہ سمرنا اور عرب کے مظلومین پر کبھی رحم نہ آیا۔ ایسا ہی مضحکہ خیز ہے۔ اخبار مذکور خود غور کرے کہ سچے مسلمان

ایک بے تعلق آدمی کی یہ شہادت ظاہر کرتی ہے۔ کہ ہمارے آدمی محض مذہب کی خاطر نہیں مارے جاتے۔ بلکہ وہ اس لئے بھی قتل کئے جاتے ہیں۔ کہ کیوں وہ اس امر کی تعلیم دیتے ہیں کہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے ہندوؤں سکھوں اور دوسرے مذہب والوں کو مارنا یا ان کے خلاف لڑنا درست نہیں۔ پس وہ اپنی خاطر جان نہیں دیتے۔ بلکہ تمام بنی نوع انسان کی خاطر جان دیتے ہیں ؛

قتل کو پولیٹکل رنگ دینے کی کوشش

مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ افغان گورنمنٹ کے بعض سفیر اب یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اس قتل کو پولیٹکل رنگ دیں۔ مگر وہ ان واقعات کو کہاں چھپا سکتے ہیں کہ اس قتل سے پہلے وہ دو ہمارے آدمی محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے قتل کر چکے ہیں۔ اور مسٹر مارٹن ایک غیر جانبدار کی شہادت موجود ہے۔ پھر اس واقعہ کو وہ کہاں چھپا سکتے ہیں کہ کابل کے بازاروں میں اس امر کا اعلان کیا گیا ہے۔ کہ مولوی نعمت اللہ خاں کو ارتداد کی وجہ سے سنگسار کیا جائے گا۔ اور آخر میں کابل کے نیم سرکاری اخبار حقیقت کو وہ کہاں لے جائیںگے۔ جس نے مقدمہ کی پوری کارروائی چھاپ دی ہے۔ اور تسلیم کیا ہے۔ کہ شہید مرحوم کے سنگسار کئے جانے کا باعث اس کا مذہب تھا۔ اور پھر وہ اس تمام خط و کتابت کو کہاں چھپا دیں گے۔ جو کابل گورنمنٹ اور برطانیہ کی سفارت میں پچھلے سال ہوتی رہی ہے۔ جس میں کابل گورنمنٹ نے زور دیا ہے۔ کہ ڈاکٹر فضل کریم کو لیگیشن سے واپس کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ احمدی تھے یہ تمام واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ افغان گورنمنٹ مذہبی طور پر احمدیوں سے عداوت رکھتی ہے۔ یا ظاہر کرنا چاہتی ہے۔ کہ اس کو عداوت ہے۔ اور یہ کہ مولوی نعمت اللہ خاں کے قتل کی وجہ صرف ان کی احمدیت تھی ؛

افغان گورنمنٹ ہمدردی کی محتاج ہے

شہادت کے حالات کے متعلق میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا۔ مگر میں مضمون کو ختم کرنے سے پہلے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ باوجود اس کے لمبے عرصہ ظلم کے میں اپنے دل میں افغان گورنمنٹ اور اس کے حکام کے خلاف جذبات نفرت نہیں پاتا۔ اس کے فعل کو نہایت برا سمجھتا ہوں۔ مگر میں اس سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ اور وہ میری ہمدردی کی محتاج ہے۔ اگر کوئی شخص یا اشخاص اخلاقی طور پر اس حد تک گر جائیں۔ کہ ان کے دل میں رحم اور شفقت کے طبعی جذبات بھی باقی نہ رہیں۔ تو وہ یقیناً ان لوگوں سے جو صرف جسمانی دکھوں میں مبتلا ہیں۔ ہماری ہمدردی کے زیادہ محتاج ہیں۔ میں نے آج تک کسی سے عداوت نہیں کی۔ اور میں اپنے دل کو اس واقعہ کی بنا پر خراب کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرے سچے متبع بھی اسی طریق کو اختیار کریں گے۔ میں کسی ایسی میٹنگ میں شامل نہ ہوتا۔ جو اظہار غیظ و غضب کی خاطر منعقد کی گئی ہو۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ظلم نہ ظلم سے مٹتے ہیں۔ اور نہ عداوت سے۔ پس میں نہ ظلم کا مشورہ دوں گا۔ اور نہ عداوت کے جذبات کو اپنے دل میں جگہ دوں گا ؛

میٹنگ میں شمولیت کے اغراض

میں صفائی سے کہتا ہوں۔ کہ میری اغراض اس میٹنگ میں شمولیت سے یہ ہیں۔

اول۔ اس امر کا اظہار کہ امیر کے اس فعل کو اسلام کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ فعل اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام کامل مذہبی آزادی دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ کہ حق اور باطل ظاہر امور ہیں۔ پس کسی پر زبردستی کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہر شخص کے لئے اس کا اپنا دین ہے۔ حضرت ابوبکر کے زمانہ میں جو لوگ مرتد ہوئے۔ ان کو کسی نے نہیں قتل کیا صرف اس وقت تک ان سے جنگ کی گئی۔ جب تک کہ انہوں نے حکومت سے بغاوت جاری رکھی۔ پس کسی شخص کو حق نہیں۔ کہ وہ اس فعل کو اسلام کی طرف منسوب کرے۔ ایسے افعال ہر مذہب کے لوگوں سے ہوتے رہتے ہیں ؛

دوم۔ اس امر کا اظہار کہ ہم لوگ امیر کے اس فعل کو درست نہیں سمجھتے۔ اور اس اظہار کی یہ غرض ہے۔ کہ جب کسی شخص کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ اس کے فعل کو دنیا عام طور پر نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ تو اس کی آئندہ اصلاح ہو جاتی ہے۔ پس بلا جذبات عداوت کے اظہار کے جن کو میں اپنے دل میں نہیں پاتا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ کابل گورنمنٹ کا یہ فعل اصول اخلاق و مذہب کے خلاف تھا۔ اور ایسے افعال کو ہم لوگ ناپسندیدہ سمجھتے ہیں گو یہ افعال ہمیں اپنے کام سے پیچھے نہیں ہٹا سکتے۔ نہ پہلے شہیدوں کی موت سے ہم ڈرے ہیں اور نہ یہ واقعہ ہمارے قدم کو پیچھے ہٹا سکتا ہے۔ چنانچہ اس دل ہلا دینے والے واقعہ کی اطلاع ملتے ہی مجھے تار کے ذریعہ سے بائیس آدمیوں کی طرف سے درخواست ملی ہے۔ کہ وہ افغانستان کی طرف مولوی نعمت اللہ خاں کا کام جاری رکھنے کیلئے فوراً جانے کو تیار ہیں۔ اور ایک اور درخواست یہاں انگلستان میں چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بار ایٹ لا ایڈیٹر انڈین کیسز نے اسی مضمون کی دی ہے۔ پس جو غرض ان قتلوں سے ہے۔ وہ ہرگز پوری نہ ہوگی۔ ہم آٹھ لاکھ آدمیوں میں سے ہر ایک خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ بچہ اس راستہ پر چلنے کیلئے تیار ہے۔ جس پر نعمت اللہ خاں شہید نے سفر کیا ؛

اب میں اس امید پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ کہ مذہبی آزادی کے دلدادہ اس موقع پر وہ کم سے کم خدمت کریں گے جو آزادی کی راہ م[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو لنڈن میں ہندوستانی طلباء کی طرف سے ٹی پارٹی

۱۸ ستمبر کو چار بجے حضرت اقدس اور آپ کے خدام کو ہندوستانی طلباء کی طرف سے چار کی دعوت چوہدری غلام حسین صاحب کی سیادت میں دی گئی۔ اس دعوت میں مسلمان طلباء ہند کی ایک کثیر تعداد شریک تھی۔ اور بعض ہندو احباب بھی تھے۔ اور کچھ تو مسلم خواتین بھی۔ طلباء کی طرف سے ایک ایڈریس انگریزی زبان میں حضرت کو پیش کیا گیا۔ جس کو مسٹر سہگل ایک ہندو نوجوان نے پڑھا۔ مسٹر سہگل لاہور کے ایک مشہور اور ممتاز خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ انہوں نے ایڈریس کے پڑھنے کے بعد کہا۔ کہ میں اگرچہ ہندو ہوں۔ مگر اس ایڈریس کو پڑھنے اور پیش کرنے کی عزت کو میں بہت بڑی عزت سمجھتا ہوں۔ ایڈریس کے پڑھے جانے کے بعد حضرت نے اس کا جواب اردو میں دیا۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے انگریزی دان حاضرین کے لئے مرتجلاً اس کا ایسا لطیف خلاصہ سنایا کہ ہر زبان پر عش عش تھا۔ کیا اس وجہ سے کہ حضرت کی تقریر کو انہوں نے پورے طور پر بیان کیا۔ اور کیا اس لحاظ سے کہ زبان ایسی صاف موثر اور رواں تھی۔ کہ ربانی تائید نظر آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو نظر بد سے بچائے۔ اور اسے سلسلہ کی خدمت کے لئے بہت بڑے بڑے موقعے دے۔ آمین۔ (عرفانی)

ہندوستانی طلباء کا ایڈریس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو

یور ہولی نس!۔ ہم صدق دل سے جناب کو ایک ممتاز ممبر اسلام ہونے کی حیثیت میں آج یہاں تشریف فرمائی پر خوش آمدید کہتے ہیں ؛

۱۔ ہم سب جو یہاں حاضر ہیں۔ آج جناب کے یہاں رونق افروز ہونے پر بہت فخر کرتے ہیں۔ اور ہم جناب کے خدمتِ اسلام کے لئے یورپ تشریف لانے کو نہایت ہی قدر و عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اس عظیم الشان کام میں جناب کی ہر کامیابی کے لئے صدق دل سے دعا کرتے ہیں ؛

۲۔ آج یورپ ایک عالمگیر مذہب کے لئے بہت حاجتمند ہے۔ اور اسلام ہی اکیلا مذہب ہے۔ جو اس صورت میں تسلی کا موجب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عیسائیت (جو آج چرچ سکھاتا ہے۔) یورپین اقوام پر سے اپنا اثر کھو چکی ہے ؛

۳۔ یورپ میں صداقت مذہب کے لئے بہت بڑی تلاش ہے۔ یہ قابل افسوس ہے۔ کہ عیسائیت جیسا کہ اب سکھائی جاتی ہے۔